بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچ

راستی موجب رضائے خداست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

یوم اشاعت:- دوشنبہ

درجسٹرڈ نمبر ایل ۱۲۹۲

سالانہ چندہ ۶	بیرون ہند کے ۸ شلنگ
ششماہی چندہ ۳/۸	قیمت فی پرچہ ۱/

ایڈیٹر:- عبدالماجد
پتہ:- دریاباد، ضلع بارہ بنکی
مضامین کے بارے میں جملہ مراسلت ایڈیٹر سے کیجائے

مہتمم:- ظفر الملک
پتہ:- دفتر اخبار سچ، لکھنؤ
چندہ و دیگر انتظامی امور کے متعلق خطوط مہتمم کو بھیجے جائیں

نمبر ۴۲	۱۹ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ	۲۴ جنوری ۱۹۲۷ء	جلد ۳

سچی باتیں

نواب وقار الملک مرحوم ایک مرتبہ امروہہ آئے ہوئے تھے۔ آپ کے محلہ میں ایک غریب بیوہ سیدانی رہا کرتی تھیں، جنکی جوان بیٹی شادی کے واسطے بیٹھی ہوئی تھی، لیکن افلاس کی وجہ سے اس کا انتظام نہ کر سکتی تھی۔ غریب سیدانی بے انتہا خوددار اور شرافت نسبی کا لحاظ رکھنے والی تھی۔ فاقوں پر فاقے کرتی لیکن کسی کے سامنے کوئی حرف زبان پر نہ لاتی، اور نہ کسی کی امداد قبول کرتی۔ وہ حضرت بڑے پیر صاحب (شیخ عبدالقادر جیلانی) کی بہت معتقد تھی۔ نواب صاحب مرحوم کو یہ حالت معلوم ہوئی۔ رات میں بارہ ایک بجے کے قریب ایک شخص سیاہ کمبل اوڑھے ہوئے بیوہ سیدانی کے مکان پر آیا، اور دروازے پر پہونچکر آواز دی۔ سیدانی نے پوچھا "کون ہو؟" اُس نے جواب دیا "ایک قادری فقیر"۔ حضرت غوث الاعظم کا نام سنتے ہی سیدانی نے اٹھ کر فوراً دروازہ کھولا اور بیٹے کے پاس آکر کہنے لگی "میاں آپ اس رات میں کیسے آئے؟" اُس شخص نے کمبل کے نیچے سے روپیوں کی تھیلی نکالی اور سیدانی کی طرف بڑھا کر کہنے لگا "یہ لیجیے حضرت غوث پاک بڑے پیر صاحب نے آپ کے لیے تحفہ بھیجا ہے"۔ بڑھی خاتون تھیلی ہاتھ میں لیکر متحیر نگاہوں سے دیکھنے لگی، اور وہ شخص وہاں سے نہایت تیزی کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

نواب وقار الملک کی وفات کے بعد ایک خاص ذریعہ سے اس راز کا انکشاف ہوا کہ غریب سیدانی کے یہاں بڑے پیر صاحب کا تحفہ لیجانے والے کمبل پوش خود نواب وقار الملک مرحوم تھے۔ (ریاست دہلی)

یہ واقعہ محض ایک دلچسپ کہانی ہے، یا آپ کے لیے کوئی سبق بھی اس میں موجود ہے؟ کیا حیثیت غیر متمدن رکھنے کے ساتھ ایسی حاجتمندی میں مبتلا آپ کی بستی، آپ کے محلہ، آپ کے خاندان میں کوئی انسان نہیں، پھر آپ نے بھی کسی حاجتمند کے ساتھ آج تک اس طرح کا سلوک کیا ہے؟ بستی میں اپنا نام کر دینے کے لیے خدا جانے آپ کیا کچھ نہ خرچ کر چکے ہونگے، نمائشی چندوں کی مد میں خدا معلوم آپ کیا کچھ نہ اٹھا چکے ہوں گے، یہاں جس کسی کو آپ نے آنے کے پیسے دیے ہیں، اس پر آپ اپنا احسان بھی سب کی اشرفیوں کا جتاتے ہیں، لیکن یہ ارشاد ہو کہ کبھی ساری مخلوق کی نظر سے چھپ کر، جہاں تک کہ جس کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں، اس کی نظروں سے بھی اپنے کو چھپا کر، کبھی "تھیلی بھر روپیہ" نہ سہی، "مٹھی بھر پیسے" بھی دینے کا اتفاق ہوا ہے؟ وقار الملک مرحوم کوئی پیغمبر نہ تھے، نہ زاہد خانقاہ نشین تھے، وہ بھی آپ ہی کے ملک کے رہنے والے تھے، اسی آپ ہی کے زمانہ کے تھے، آپ ہی کی طرح، بلکہ آپ سے کہیں زیادہ بظاہر دنیا میں گھرے ہوئے تھے، مملکت آصفیہ میں ایک بڑے عہدہ پر سرفراز تھے۔ آپ پیروں کی تقلید کی ہمت نہیں کرتے، صحابہ و تابعین کی روش اپنے مرتبہ سے بہت بلند پاتے ہیں، تو کاملین سلف کی پیروی کا حوصلہ و ولولہ اپنے میں نہیں پاتے، تو کیا اپنے زمانہ اور اپنے ہی وطن کے ایک اپنے ہی جیسے بظاہر دنیادار شخص کی مثال بھی خدا نخواستہ آپ کے دل میں کوئی حرکت نہیں پیدا کرتی؟

ایک، یا، تین؟

مسلمانانِ عالم کی اندرونی کمزوریوں اور بدنظمیوں پر آج جو مسرت و شادمانی مسیحی لیڈروں کے حلقہ بازوں کو ہے، اتنی شاید روئے زمین پر کسی دوسرے طبقہ کو نہ ہو۔ پادری صاحبان ہر جگہ اپنے اپنے جلسوں اور اپنی اپنی انجمنوں میں اس پر خوشی کا اظہار فرما رہے ہیں، کہ مغربی تمدن کے اثر سے مسلمانوں میں روز بروز آزاد خیالی زیادہ آتی جاتی ہے، مذہبیت مٹتی جاتی ہے، ترکوں نے ترکی ٹوپی چھوڑ دی ہے، مصریوں نے فلاں شعارِ مذہبی کو چھوڑ دیا ہے، ہندیوں نے فلاں فلاں طریقے فرنگیوں کے اختیار کر لیے ہیں۔ وقس علی ہذا۔ - انکے بڑے بڑے پادری (مثلاً، [illegible]) اور لاٹ پادری (مثلاً آرچ بشپ آف یارک) تک اسی قسم کی تقریریں کر کر کے اپنے دلوں کو خوش کر رہے ہیں، اور مقبولات انگلستان کے کثرت اخبارات (مارننگ پوسٹ، ویسٹرن میل، وغیرہ) جلی عنوانات کے ساتھ ان تقریروں کو شائع کر کر کے گویا رہے ہیں، کہ مشرق بڑی تیزی سے مسیحیت کو بلاوا دے رہا ہے۔ لیکن ان پرجوش حضرات کی خدمت میں گزارش ہے، کہ مشرق اگر زور شور سے آپ کو بلاوا دے رہا ہے، تو مغرب تو گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہا ہے، مشرق تک قدم رنجہ فرمانے سے قبل آپ مغرب ہی کی دعوت کیوں نہیں قبول فرما لیتے؟ اور بیگانوں کو اپنا بنانے سے قبل خود اپنوں ہی کو کیوں نہیں اپنا لیتے؟ مشرق کے مسلمانوں میں لاکھ آزادی، بے قیدی، 'لامذہبی' آگئی ہے، لیکن کیا اس سے بھی زیادہ جتنی مغرب کے مسیحیوں میں ہے؟ برطانیہ، جرمنی، فرانس، روس، امریکہ، اسپین، اٹلی، تمام متمدن فرنگی قوموں میں سے کوئی ایک قوم بھی اب مسیحی باقی رہ گئی ہے؟ کسی میں حضرت مسیح کی اصلی تعلیم نہ سہی، مسخ شدہ تعلیم کا کچھ بھی اثر باقی رہ گیا ہے؟ پھر یہ کیا ہے، کہ آپ گھر کے جاں بلب مریضوں کو چھوڑ کر باہر کے بیماروں پر، اپنے نسخۂ اکسیر کے تجربہ کے لیے اس قدر مضطر و مضطرب ہو رہے ہیں؟ کیا آپ کی عقل اسے قبول کر رہی ہے، کہ جو قوم ایک اور اکیلے خدا کے احکام کی پابندی سے آزاد ہو چکی ہے، وہ اس اکیلے خدا کے علاوہ، "خدا کے بیٹے" کے بھی احکام کا بار اٹھانے کو آمادہ ہو جائے گی؟ مسلمان اتنے بدقسمت تو ہو سکتے ہیں کہ سرے سے خدا ہی کو نہ مانیں، لیکن اتنے بدعقل نہیں ہو سکتے کہ ایک کے بجائے تین خدا ماننے لگیں!

اہل تحقیق کی تحقیق

"حضرت محمد (صلعم) نے فرمایا ہے، کہ جو کوئی اس دنیا میں گانا باجا سنتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ، اور محمد (رسول اللہ صلعم) اور داؤد (علیہ السلام) کے آسمانی راگوں، اور ترانوں، اور دلکش موسیقیوں کے لطف سے محروم کر دیا جائے گا۔"

"یہ بھی فرمایا ہے، کہ جو کوئی گانے کے لیے اپنی آواز بلند کرتا ہے، اس پر اللہ دو شیطانوں کو مسلط کر دیتا ہے، جو اسکے شانوں پر سوار ہو جاتے ہیں، اور جب تک وہ خاموش نہ ہو جائے اس کے سینہ کو اپنی لاتوں سے مارتے رہتے ہیں۔"

"یہ بھی ارشاد ہوا ہے، کہ خدا کی محبت میں زمین پر گانا سننا چھوڑ دو، تو آسمان پر گانا سننے کا لطف اٹھاؤ گے۔"

"قرآن اور تفسیروں میں، جو بلحاظ تقدس قریب قریب قرآن ہی کے ہم مرتبہ ہیں، یہ آیا ہے، کہ جنت میں خدائے تعالیٰ اپنے بڑے تخت جنت پر جلوس فرمائیگا، اور کہیگا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں تمہیں بہتر گانے سے محظوظ کروں گا۔ پھر خدائے تعالیٰ خود، بہتر گانے لگے گا، اور ہر سننے والے پر فرطِ مسرت و لطف سے تقریباً غشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ فرشتے، جنات، محل، مکانات، قصر و کوشک، بالاخانے، دالان، صحن، برآمدے، دروازے، کھڑکیاں، حور، غلمان، درخت، باغ، نور کے سمندر، سب کے سب اللہ کی آواز سن کر رقص کرنے لگیں گے..... اللہ کے اس راگ کے خاتمہ پر انعام و بخشش کی صورت مومنین کے لیے یہ ہوگی، کہ آسمان شق ہو جائیگا اور اس میں سے خوشبوؤں کی بارش ہونے لگے گی۔"

یہ وہ اقوال و اعمال ہیں، جو لندن کے مشہور روزنامہ مارننگ پوسٹ نے کچھ بطور خود، اور کچھ مسٹر فریڈرک مارٹن کے مضمون مندرجہ [illegible] (نیویارک) کے حوالہ سے اپنی اشاعت مورخہ ۱۰ - دسمبر سنہ ۲۸ء میں خدا اور رسول خدا کی جانب منسوب فرمائے ہیں! اس بحث میں نہ پڑیے، کہ یہ عجیب و غریب معلومات، قرآن، حدیث، و تفسیر کے کن مقامات سے ماخوذ ہیں، اہل تحقیق کبھی کوئی بات بغیر تحقیق زبان سے نہیں نکالتے، اہل علم کے قلم پر کبھی جہالت و ناواقفی کی بات نہیں آسکتی، اہل فرنگ پر کبھی غلط بیانی و کذب نویسی کا سایہ تک نہیں پڑ سکتا۔ - کیا ضرور ہے کہ انکے پاس بھی یہی تیس پاروں والا مجموعۂ قرآن ہو، حدیث کا ذخیرہ اسی قدر ہو جتنے سے مسلمان محدثین واقف ہیں، کتب تفسیر صرف اتنی ہی ہوں جتنوں سے مسلمان آشنا ہیں؟ یہاں سوال ان بیانات پر جرح و تنقید کا نہیں، سوال صرف اتنا ہے، کہ کسی جاہل سے جاہل مشرقی، کسی عامی سے عامی مسلمان نے اس قسم کے معلومات، انجیل سے متعلق، مذہب عیسوی سے متعلق، عقائد فرنگ سے متعلق، کبھی بھی اور کہیں بھی، ظاہر کیے ہیں؟ اگر کوئی ایک مثال بھی ایسی بتا دی جائے، تو کم از کم کچھ تو دل کو تسلی ہو جائے گی!

خواجہ حسن نظامی سے مکرر عرض

ایک پچھلے نمبر میں، ان صفحات میں، جو معروضات ادب، خلوص، و آداب نیازمندی کے ساتھ خواجہ صاحب کی خدمت میں پیش کیے گئے تھے، انھیں نہ صرف متعدد معاصرین نے اپنے صفحات میں نقل فرمایا، بلکہ لکھنؤ، دہلی، پٹنہ، وغیرہ کے بعض سنجیدہ و اہل علم دوستوں نے بھی پسند فرمایا۔ لیکن میری بدقسمتی، کہ خواجہ صاحب کی بارگاہ میں، انھیں مقبولیت نہ حاصل ہوئی، بلکہ منادی کے ایک پرچہ میں میرا نام بھی گروہ مخالفین میں شامل فرما دیا گیا ہے!

گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا!

خوب جانتا ہوں، کہ حالت اشتعال میں اچھے اچھے عقل باختہ ہو جاتے ہیں اور دماغی توازن قائم نہیں رہتا، دشمن و دوست کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور ہر دوسرا شخص مخالف و مزاحم سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہ ساری کیفیتیں تفصیل کے ساتھ آج سے چودہ سال قبل، فلسفۂ جذبات (حصہ اول) میں لکھ چکا ہوں، اور

اس وقت بے اختیار جی میں آرہا تھا کہ اس کا کچھ حصہ نقل کر دوں، لیکن عوام نہیں خواص پر بھی جب جنون انتقام و اشتعال سوار ہوتا ہے، تو یہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ خواجہ صاحب بہر حال فطرت بشری کے عام قوانین سے مستثنےٰ نہیں، لیکن عالم اضطرار کی بہت سی لغزشیں قابل معافی ہوتی ہیں۔

بہر حال، خواجہ صاحب میرے متعلق جو دل چاہے کہیں، اپنا دوست سمجھیں یا دشمن، اپنا فرض سمجھتا ہوں، کہ ذاتی مخالفت نہیں، صداقت ہی کی بنا پر، اور انھیں کی عزت و وقعت کے تحفظ کی خاطر، بنیادی مسئلہ پر اظہار خیال کیجے، ان کی خدمت میں ایک بار پھر گزارش کروں، کہ نادان مشیروں کے کہے میں آکر جو طرز مناظرہ اور طریقہ صفائی انھوں نے اختیار فرمایا ہے، وہ ان کے دشمنوں کی نہیں، ان کے دوستوں کی پوزیشن کو روز بروز کمزور کرتا جا رہا ہے۔ آج نہیں کل، کل نہیں پرسوں، جب کبھی بھی ان کا ذہن دماغی اپنی طبعی حالت پر آجائیگا، وہ انشاء اللہ خود محسوس کیے رہیں گے، کہ اور صرف دو مہینے سے ان کا قلم کس قدر بہکا ہوا ہے! وہ بے ضرورت خدا اسلام کتنے علانیہ بے شمار کر رہے ہیں۔ لیکن کاش وہ صرف اس ایک امر پر غور فرما سکتے، کہ محمد علی کی مخالفت میں ان کا قلم جس بے تکان اور بے تحاشا تیز خرامی میں مصروف ہے، اس سے خود ان کا ضمیر بھی مطمئن ہے؟ اور جو باتیں وہ دوسروں کو یقین دلانا چاہتے ہیں، انھیں پوری طرح سے انکے اپنے حصہ کا بھی وہ خود صحیح سمجھ رہے ہیں؟ آج وہ اپنا نسب نامہ چھاپ رہے ہیں، اپنے "سید" ہونے کا یقین دلا رہے ہیں، اپنے "دہلوی" ہونے پر زور دے رہے ہیں، حالانکہ سارے جھگڑے کی ان کی بگڑی ہوئی بات کو اور زیادہ بگاڑتے چلے جاتے ہیں! پاسبر اوری اور کالون سازی، علی مرتضیٰؓ کے فرزند کے لیے باعث فخر ہو سکتی ہے اور حضرت حسین ابن علیؓ کے نام لیوا کے لیے۔ تنگی و ذات سے جڑی ہوئی نقل بچا سکے، امام زین العابدینؓ کی روح مبارک مسرور ہو سکتی ہے، سید احمد بریلوی کی۔ ایک خادم اسلام اور عاشق اسلام کو "فرعون" "نمرود" اور "یزید" کے نام سے یاد کرتا، حضرت بابا فریدؒ کا خلیفہ تھا، حضرت محبوب الٰہیؒ کا۔ اللہ اللہ بتانے والوں کو انتہائی اشتعال کے عالم میں بھی اتنی پست سطح پر بہر حال نہ اُتر آنا چاہیے، کہ ہم دنیا کے سامنے انھیں، پھر دیکھ کر اپنے عزت پر مغرور ہونے لگیں!

سودمند کانفرنس سے "صدمہ"

خواجہ صاحب نے ازراہ کرم وہی منادی کے اسی پرچہ میں ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا ہے:-

"مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی کو غالباً یہ معلوم کر کے صدمہ ہوگا کہ سودمند کانفرنس کے ہم خیال بڑھتے جاتے ہیں، اور دہلی میں اس تحریک کے ساتھ خاص دلچسپی مسلمانوں کو ہے"

خواجہ صاحب کا خیال صحیح ہے، میرے اس "صدمہ" میں اگر ان جیسے ہمدرد بھی ہمدردی و غمگساری نہ فرمائیں گے، تو اور کون کریگا۔ لیکن میرے کن صدمات سے وہ ہمدردی فرماتے رہیں گے، انکی تعداد تو روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہے۔ جیسے کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ اس واقعہ کا اخبار میں مختصر کرنا بے ضرورت تھیں، اور خبر اللہ کی قسمیں کھاتا، اور انھیں کمال اشتہار دہی سمجھنا، حکام رس مسلمانوں کی ضرورت "پر اپنے اخبار میں اشتہار دینا، دین کے سچے خدمت گزاروں کے خلاف اوپر تا پا غلط و خلاف واقع پوسٹر دکانوں شائع کرتے رہنا، اپنی تحریروں میں بے اعتنائی کے ساتھ رسول اللہ صلعم کو "دہنیت" کا قول (اس وقت ٹھیک لفظ یاد نہیں، مگر یہیں دونوں لفظوں جیسا کوئی لفظ ہے) کے لقب سے یاد کرنا، یہ تمام "صدمات" میرے لیے سودمند کانفرنس کے انعقاد کے صدمہ سے کم نہیں، بلکہ زیادہ ہی ہیں، ہوسکے تو خواجہ صاحب پہلے میرے ان صدمات میں مجھ سے قلبی ہمدردی و غمخواری فرمائیں۔ باقی رہی دہلی کے بعض مسلمانوں کی اس تحریک کے ساتھ "دلچسپی" جیسا حال دہلی کے اسلامی اخبارات ہمدرد، الجمعیۃ و الامان کے بجائے منادی سے معلوم ہوا، سو ظاہر ہے کہ پبلک کا جو حصہ غریبوں کے اخبار سے دلچسپی لے سکتا ہے، اُسے "سودمند کانفرنس" میں دلچسپی کیونکر نہ پیدا ہو جاتی! یہ تو کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی۔

تہذیب کا پیش خیمہ

امریکہ میں موٹروں سے حادثے جس کثرت سے پیش آتے رہتے ہیں، اُن کا ذکر ان صفحات میں بارہا ہو چکا ہے۔ بمبئی شہر میں جدید تہذیب کے داخلہ کا گویا پھاٹک ہے، اور فرنگستان کے سیاح ہندوستان اگرچہ ابھی تہذیب و تمدن سے بہت دور ہے، تاہم سرکار برطانیہ کے طفیل میں اسکا پیش خیمہ تو بمبئی کے راستہ سے اس ملک میں داخل ہونا شروع ہی ہو گیا ہے۔ ٹیلی ہیرلڈ (بمبئی) کی روایت ہے، کہ ۱۹۳۲ء میں اس ایک شہر کے اندر ۱۹۲۴ حادثے موٹروں سے پیش آئے، جن میں ۷۰ مہلک ثابت ہوئے! ۱۹۳۱ء میں، حادثوں کی تعداد تقریباً یہی رہی، اور جان لیوا واقعات ۷۶ ثابت ہوئے! ان مرنے والوں کی ناگہانی موت سے اُنکے رشتہ دار اور لگنے والے کتنی تعداد میں محتاج اور بے والی و وارث ہو گئے، حادثوں میں فوری مرجانے والوں کے علاوہ زخمی کتنے ہوئے! اور پھر کتنوں کے ٹوٹے، ہڈیاں کتنوں کی چور چور ہو گئیں، مہینوں مرہم پٹی کتنوں کی ہوتی رہی، عمر بھر کے لیے بیکار، معذور، اور اپاہج کتنے ہو گئے، ایسوں کی کوئی فہرست تیار نہیں۔ لیکن محض فوری ہلاکت کے جو اعداد درج ہوئے ہیں، یہ بجائے خود کچھ کم ہیں؟ ہر سال، پچاس سے اوپر بیگناہ اور بے قصور انسانی جانوں کا اس خونی دیوی پر بھینٹ چڑھ جانا، کوئی ایسی معمولی چیز ہے جس پر ہمارے بہولتوں کو کسی توجہ کی ضرورت نہیں؟ پھر یہ تو ابھی ابتدا ہے، انتہا دیکھیے کہاں پر ہوتی ہے!

خلافت کانفرنس

خلافت کانفرنس کا سب سے پہلا جلسہ، غالباً ستمبر ۱۹۱۹ء میں لکھنؤ ہی میں منعقد ہوا تھا، اور اسکے بعد بھی کئی سال تک اودھ کو تحریک خلافت سے خاص تعلق بلکہ اختصاص رہا۔ عرصہ دراز کے بعد اب پھر آل انڈیا خلافت کانفرنس کا سالانہ اجلاس لکھنؤ میں ہونا قرار پایا اور آخر ہفتہ فروری میں اسکی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔ مختلف مقصدوں کے لیے الگ الگ انجمنیں اور مجلسیں قائم کرنا اگرچہ اسلام کے قائم کیے ہوئے اصلی نظام کے زیادہ مطابق نہیں، تاہم اس وقت ملک میں جتنی اسلامی انجمنیں قائم ہیں، ان سب میں خلافت کمیٹی ہی نسبتہً مفید اور اسلام کے قائم کیے ہوئے معیار سے قریب تر ہے۔ مولانا شوکت علی کے اعلانات سے معلوم ہوتا ہے، کہ اب کی کانفرنس سے خلافت کمیٹی کے عملی دور کا افتتاح ہو، خدا ایسا ہی کرے۔ اس سلسلہ میں سلطان ابن سعود کے غالی دوستوں اور غالی مخالفوں، دونوں کی خدمت میں بادب عرض ہے، کہ سلطان

موافقت یا مخالفت کو، خلافت کمیٹی کی موافقت یا مخالفت کا معیار بنانا کسی طرح درست نہیں۔ سلطان ابن سعود کا مسئلہ بے شبہ ایک مسئلہ ہے لیکن اپنی اہمیت کے باوجود، بہرحال ایک جزئیہ ہی ہے، اور خلافت کمیٹی کے مقاصد اور اسکے حدود عمل اس جزئیہ سے کہیں زائد وسیع ہیں۔ اگر کسی گروہ کو اس خاص مسئلہ میں خلافت کمیٹی کے مسلک سے موافقت نہیں، تو اسکے یہ معنی ہرگز نہ ہونے چاہییں، کہ وہ تمام دوسرے متفقہ و مشترک مسائل میں بھی اس سے علیحدگی اختیار رکھے۔ اگر اس ایک مسئلہ میں تھوڑی سی رواداری اور فراخدلی اختیار کرلی جائے، تو کتنی شدید و دور رس رنجشوں کا ابھی خاتمہ ہوسکتا ہے!

ایک "نظامی" کا دلچسپ مکتوب

خواجہ حسن نظامی صاحب کے

ایک مرید صاحب کا احمد آباد گجرات سے ایک دلچسپ مکتوب ایڈیٹر سچ کے نام آیا ہوا ہے، جسے بجز ٹکڑے کے بعض فقروں کو ذرا ہلکا کر دیا ہے، بغیر کسی قسم کی تنقید یا حاشیہ آرائی کے جناب خواجہ صاحب اور انکے مخلص و دوست جناب واحدی صاحب اور جناب احسان الحق صاحب کے ملاحظہ کے لیے درج ذیل کیا جاتا ہے:—

کرمی! السلام علیکم۔ یہ معلوم کرکے ازحد رنج ہوا کہ آپ بھی حق کی حمایت سے منحرف ہو کر ناحق کے گروہ میں شامل ہو ہی گئے، اور وہ بھی کب؟ جبکہ حضرت قبلہ خواجہ صاحب نے جھگڑے کو ختم کر دیا۔ رنج اس بات سے نہیں ہوا کہ آپ مخالفین کے طرفدار ہوگئے، اسلیے حضرت خواجہ صاحب کی شخصیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا، بلکہ رنج اس بات کا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کے حالات سے باخبر ہوتے ہوئے اور محمد علی کی افترا پردازی کا علم رکھتے ہوئے اپنے ضمیر کو دھوکہ دیکر آپنے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرلیا ہے۔ مولانا! میں سچ کہتا ہوں کہ آپکی اس ضمیر فروشی نے خدا جانے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہوگا۔ ذرا ایمانداری کو سامنے لاکر خدا لگتی کہئے کیا حضرت خواجہ صاحب نے مخبری و جاسوسی کی؟ کیا انکی اس مزعومہ جاسوسی سے حضور نظام کو نقصان پہنچا؟ خود حضور نظام اس معاملہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ کیا آپ ایمانداری سے کہہ سکتے ہیں کہ منادی اخبار کا کوئی بھی مضمون تہذیب سے گرا ہوا تھا؟ کیا محمد علی کے مضامین پھکڑ بازی، بدتہذیبی، بیہودگی، وحشی اور ڈنگر پن کی زندہ تصویریں نہ تھے؟ خدا جانے آپنے کس امید پر ہمدرد و سچ کے کالم دروغ بافی کیلیے وقف کر دیے۔ یہ ابھی طے نہیں، نقش کر لیجے کہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

جناب محمد علی اور انکے حواریوں کی ذلیل کی حقیقت ظاہر ہوگئی ہے اور روسیاہی کا مقدر ہو گیا ہے۔ آپ سے میری التجا ہے کہ آپ اس مسئلہ پر دوبارہ غور فرما کر ناحق سے گریز فرمائیں ورنہ ضمیر فروشی کی سزا کا مقام دنیا سے پہلے اور یہ نازل کر دینے کے لیے تیار ہو جائیں۔ اور اپنے اخبار کا نام بھی سچ کے عوض "دروغ" رکھدیں تاکہ دنیا کو دھوکہ دینے کا دوسرا گناہ بھی پورے طور سے آپ پر عائد نہ ہو جائے۔ مجھے امید ہے کہ خاکسار کے ان الفاظ کو آپ ضرور درخور نگاہ سے دیکھیں گے اور ممکن ہے کہ نفس کی دھوکہ بازی سے بھی آپ کو بچالیں گے۔ والسلام

نیاز مند — بدر نظامی دوحی "مسلم حرم"

سوامی شردھانند کا قتل

ہندو مسلم اتحاد۔ اسلامی تعلیم

۱۔ پانچ آریہ سماجی لیڈر آج تک مارے جا چکے ہیں:—
سوامی دیانند بانی آریہ سماج ایک برہمن کے ہاتھ سے مارے گئے۔ لالہ رام چند جموں والے ہندوؤں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ پنڈت تلسی رام پونچھ والے ہندوؤں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ پنڈت لیکھرام کے قاتل کا پتہ نہیں لگا۔
سوامی شردھانند ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارے گئے۔
حالانکہ آریہ سماج کا سب سے بڑھکر پروپیگنڈا اسلام کے خلاف ہے پھر بھی سوامی شردھانند کے قتل کو ہندو مسلم سوال نہ بناؤ۔

۲۔ سوامی شردھانند کے قتل کو تمام مسلمان علماء، مسلمان لیڈروں، اسلامی اخبارات، اسلامی جماعتوں نے خلاف شریعت فعل کہا ہے۔ اسلیے مسلمان قوم ایک فرد کے فعل کی جس سے وہ اپنی براءت ظاہر کر رہی ہے ذمہ دار نہیں ہو سکتی۔

۳۔ مسلمانوں نے اس موقع پر اظہار رائے کرنے میں ہندوؤں سے بہت بڑھکر دانشمندی اور جرأت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ آج تک کسی ہندو لیڈر یا ہندو اخبار یا ہندو جماعت نے اس بیگناہ مسلمان محمد بسالی کے قتل پر اظہار افسوس نہیں کیا، جو راہ چلتا صرف چند جوشیلے ہندوؤں کے مذہبی جوش کا بلا کسی وجہ کے شکار ہوا۔

۴۔ مسلمانوں کو تلوار اور پستول کے ناواجب استعمال پر ذرا آمادہ ہونا بے بنیاد الزام ہے۔ کیا افغانستان کے مسلمانوں کی حکومت میں کبھی کوئی ہندو مارا گیا ہے؟

۵۔ آریہ سماج کا طریق عمل دوسرے مذاہب اور فرقوں کے بزرگوں کو برا کہنا فسادات کی اصل جڑ ہے۔

۶۔ اسلام کی طرف یہ تعلیم منسوب کرنا کہ غیر مسلم کے قتل سے قاتل بہشت میں جاتا ہے سراسر افترا اور فساد پیدا کرنے کا سامان ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی تعلیم نہیں۔ مسلمان علماء بھی اسکے قائل نہیں۔ جمعیۃ العلماء کے صدر مولوی کفایت اللہ نے بھی اعلان کر دیا ہے۔

۷۔ اسلام کے نزدیک مسلم اور غیر مسلم کی جان یکساں قابل احترام ہے۔

۸۔ اسلام کی تعلیم سب قوموں میں نبیوں کا آنا مان کر تمام مذاہب اور قوموں میں صلح اور محبت کی عظیم الشان بنیاد رکھتی ہے۔ آریہ سماج کے بعض غلط لیڈر تعلیم اسلام کو اور مسلمانوں کو بدنام کرکے ہندو مسلمانوں میں فساد کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ ہندو اہل وطن خود تعلیم اسلام پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

۹۔ موجودہ شورش جو بعض آریہ سماجی اخبارات پیدا کر رہے ہیں اسکی غرض سوائے ہندو مسلم فساد کو بڑھانے کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتی۔

۱۰۔ تفصیلات کے لیے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور اشاعتی جماعت احمدیہ کے سکرٹری سے ٹریکٹ طلب کرو جو مفت بھیجا جائیگا۔ یا اخبار پیغام صلح لاہور کو دیکھو۔

مشتہر
المعلن:— سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ بلڈنگس ۲ جنوری

مسلم یونیورسٹی

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

ہز ہائینس کے معارفانہ اور پُر جوش خطبے جو جلسۂ عطائے اسناد اور نصر اللہ خاں ہوسٹل کے افتتاح کے موقع پر دیے وہ ان تمام محاسن سے لبریز ہیں، جن کی ایک حقیقی دیندار، روشن ضمیر، روشن خیال اور با خبر سلطان سے توقع کی جا سکتی تھی، اگر در حقیقت مسلم یونیورسٹی کی روح وہی ہو جس کی سرکار عالیہ نے تمنا اور آرزو کی ہے، تو مسلمانوں کا یہ دار العلوم یقیناً انکی تجدید و نشأت کا گہوارہ بن جائے گا

مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ علوم دینیہ کی جو حیثیت ہے وہ کسی باخبر سے مخفی نہیں، اس شعبہ کی ترقی کا جب ذکر آتا ہے تو نہ جانے یونیورسٹی کے شعبہ علوم شرقیہ کی بنا کے وقت کا سر سید مرحوم کا دلایا ہوا خوف ان کے کارکنوں کے دلوں پر چھا جاتا ہے، کہ مبادا یہ فرسودہ علوم جدید تعلیم کی طرف سے مسلمانوں کو غافل نہ کر دیں۔ حالانکہ اب یہ حال ہو چکا ہے کہ اگر آپ دخانات کی طرح دو گھنٹے نہ پڑھائیں، تو یونیورسٹی کا کوئی طالب علم بھی "ان بوسیدہ علوم کے مردہ ڈھانچہ" کو ہاتھ لگانے کی جرأت نہ کرے لیکن ابھی تک خوف وہی مستولی ہے۔

اس لیے ہز ہائینس نے تقسیم اسناد کی تقریر میں بجا طور پر کارکنوں کو شعبہ علوم دینیہ سے غفلت پر تنبیہ فرمائی:

"اس موقع پر میں اپنے اس افسوس کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتی، کہ جداگانہ قومی یونیورسٹی کا جو مقصد اولین تھا وہ مؤخر ہوتا جاتا ہے، یعنی اس کے شعبۂ علوم اسلامیہ، دینیات اور اسلامی تاریخ میں کوئی ترقی نہیں ہوئی، اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ کوئی خاص کوشش بھی اسکی ترقی کے لیے عمل میں نہیں آئی آج میں کسی قدر صفائی کے ساتھ یہ کہنا چاہتی ہوں، کہ اگر اس شعبہ پر فوری توجہ نہ کی گئی تو اس کے یہی معنی ہوں گے، کہ ہمارے مقدم جانشینوں نے جو وعدے قوم سے کیے تھے ہم ان کے نباہنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اسکے علاوہ مجھے تعلیم دینیات میں اخلاق اسلامی تاریخ و سیر کی کمی اور بے اصولی پر بھی توجہ دلانی ہے"

ہز ہائینس نے اس پر افسوس کیا ہے، کہ مسلم یونیورسٹی میں "آغاز اسلام کے ابتدائی رسالہ کے سوا عہد رسالت اور خلافت راشدہ کی تاریخ نہیں پڑھائی جاتی، لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس عہد کی تاریخ کو اسلیے نظر انداز کیا گیا ہے تاکہ مسلم یونیورسٹی کے مشترکہ اسلامی ہال میں جنگ جمل اور جنگ صفین دوبارہ نہ چھڑ جائے، دوسرا سبب یہ ہے کہ اس عہد کی تاریخ پر تقدس کا رنگ ہے، جس کے ہوتے ہوئے کسی پابند سے اساتذہ ہمت نہیں کرتے، اور تیسرے یہ کہ اس عہد اقدس کے متعلق محققین یورپ نے اپنی دانست میں جو تنقیدی تاریخیں لکھی ہیں، انکی اگر پوری تقلید کی جائے تو پھر مسلمانوں میں مخالفت کا طوفان اٹھ جائے، اور اگر انکی تنقیدی تاریخوں کی تنقید کی جائے تو اسکے لیے احادیث و سیر کی اصلی واقفیت کی حاجت ہے اور یورپ کے معیاری اساتذۂ تاریخ میں یہ جوہر گراں مایہ کمیاب ہے اور اس سے زیادہ اس عہد مقدس کے ساتھ وہ عقیدت، دلدادگی اور تعلق خاطر کمیاب بلکہ نایاب ہے، جسکے بغیر اس عہد کی تاریخ کو ہاتھ لگانا مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے بے سود ہے۔

اسی سلسلہ میں سرکار عالیہ نے اسکی بھی تاکید کی کہ درس میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی باقاعدہ پڑھایا جائے، اور فرمایا کہ:

"ہم کو اسلامی تاریخ کے متعلق درمیانی تعلیم ہی کا انتظام کرنا ہی نہیں بلکہ مستقل طور پر تحقیقات جدیدہ کے انتظام کی ضرورت ہے اور میں متمنی ہوں کہ جس طرح کالج کے دور اول نے شبلی جیسا نامور مورخ پیدا کیا، اسی طرح آپ کی یونیورسٹی کا دور ثانی بھی متعدد شبلی پیدا کرے۔"

گستاخی معاف سرکار عالیہ کو یاد نہیں رہا کہ شبلی سا مورخ کالج نے پیدا نہیں کیا تھا بلکہ انھیں اسی مدرسہ نے پیدا کیا تھا جنھوں نے سر سید، وقار الملک، محسن الملک، حالی اور نذیر احمد کو پیدا کیا۔

ہز ہائینس نے نصر اللہ خاں ہوسٹل کے افتتاح کے موقع پر سب سے پہلے اس طلبہ کو یاد دلایا جسکو اس موقع پر اکثر بھلا دیا جاتا ہے اور فرمایا کہ یہ قوم کے غریب افراد کے لیے میں نے بنوایا ہے، اور اس کے بعد فرمایا:

"میں اس رقبۂ علمی میں ایسی عمارتیں دیکھنے کی متمنی ہوں جو مسلمانوں کی کمائیوں اور دعاؤں سے تعمیر ہوں، کیونکہ قومی تعمیر اصل فردوں کی مدد سے ہوتی ہے، اور اسی سے قوم کی زندگی اور عروج کا اندازہ ہوتا ہے، اس لیے اسوقت ہمیں انکو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔"

ہز ہائینس نے نہایت مؤثر لہجہ میں مسلم یونیورسٹی کے متعلق اپنی دلی تمنا کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

"حضرات! ہماری قوم نے انتہائی جد و جہد کے بعد یہ یونیورسٹی قائم کی ہے، اور اسکو مسلم یونیورسٹی کے مبارک نام سے موسوم کیا ہے، تو قدرتی طور پر ہم اس دار العلوم میں "مسلم" کی نسبت سے جو برکت حاصل ہونی چاہیے اسکے آرزو مند ہوتے ہیں ... پس اس نسبت سے ہم اسکے طلبہ کو ارکان اسلام کا پابند اور اسلام کی ترقی میں سرگرم کوشش دیکھنا چاہتے ہیں، بلا شبہ ایک رنج دہ بات ہوگی کہ اس دار العلوم اسلامی کے مسلمان دنیوی کاروبار میں اس قدر منہمک ہو جائیں کہ نہ تو انکو سچے دین برحق کی پیروی اور نہ ارکان اسلام کی پابندی کا خیال رہے"

(معارف)

سود مند کانفرنس

(۱)

روپیہ کمانے کے متعلق اسلام کی تعلیمات کا منشا یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو سرمایہ دار یا مہاجن نہیں بنانا چاہتا بلکہ محنت سے اکل حلال کا عادی بنانا چاہتا ہے۔ وہ روپیہ کے نشوونما کا قائل نہیں ہے۔ وہ اسے پسند نہیں کرتا کہ آپ بغیر محنت کیے صرف اپنا روپیہ لگا کر اضعافاً مضاعفاً دولت حاصل کرتے رہیں۔ وہ اس اقتصادی حقیقت سے واقف ہے کہ اس طریقہ سے صرف وہی لوگ دولت و ثروت ملکی کے اجارہ دار بن جائیں گے جو زیادہ روپیہ رکھتے ہیں اور زیادہ روپیہ لگا سکتے ہیں اور اس طرح قوم میں تقسیم دولت کا توازن قائم نہ رہ سکے گا۔ اسکی چشم حقیقت بین ان مشکلات سے پہلے ہی واقف تھی جو آج اسی سرمایہ داری کی بدولت یورپ میں پیش آرہی ہیں۔ اس لیے اس نے ابتدا ہی میں اس کا سد باب کر دیا اور مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ تم دنیا میں رہو اور کماؤ مگر محنت کر کے، سر سے پاؤں تک پسینہ بہا کر حلال کر کے کماؤ۔ صنعت و حرفت کرو، زراعت کرو، تجارت کرو، مزدوری کرو، جائز ملازمت کرو، ہر کام میں روپیہ لگانے کے ساتھ اپنی محنت بھی شامل کرو، اور جس کسی سے کچھ حاصل کرو وہ اپنی کسی خدمت اور محنت کے معاوضہ میں حاصل کرو۔ تجارت میں منافع حاصل کرنے کی اس نے اسی لیے اجازت دی ہے کہ آپ جب محنت کر کے لوگوں کے لیے اجناس اور دوسری ضروریات زندگی مہیا کرتے ہیں تو آپ اس محنت کے معاوضہ کے مستحق ہیں۔ لیکن روپیہ پر منافع حاصل کرنے سے اس نے اس لیے روک دیا ہے کہ آپ بغیر محنت کیے محض روپیہ سے روپیہ کمانے کے عادی نہ بن جائیں جس سے ایک طرف خود آپ میں خود غرضی، بےدردی، سرمایہ دارانہ نخوت اور حرام خوری بڑھتی جائیگی اور دوسری طرف قوم کے وہ طبقے جو زیادہ دولت نہیں رکھتے اور محض محنت مزدوری سے روزی کماتے ہیں آپ کی اقتصادی غلامی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ جسکا لازمی نتیجہ حسد، باہمی کشمکش، اور بالآخر تصادم اغراض کی صورت میں رونما ہوگا۔

دولت کمانے کے متعلق اسلام کی تمام تعلیمات اسی اصول پر مبنی ہیں۔ اسکے مطابق مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ محض اپنی دولت کو بڑھانے کی غرض سے ڈاکخانوں اور بینکوں میں اپنا روپیہ رکھوائیں۔ البتہ جو لوگ اپنے کاروبار کے باعث یورپی سرمایہ داری کے اُن اداروں میں حصہ لینے پر مجبور ہیں، اُنکے لیے اسلامی قانون میں رخصت بھی موجود ہے، اگرچہ پھر بھی اُنکے لیے اولیٰ یہی ہے کہ اس سے جو منافع حاصل ہو اسے خود اپنی دولت کا جزو نہ بنائیں بلکہ صدقہ کر دیں۔ یہ رخصت صرف مجبور و مضطر ہی کے لیے ہے نہ کہ ہر شخص کے لیے۔ اس میں شک نہیں کہ اس طریقہ سے مسلمانوں کی دولت بڑھ سکتی ہے اور دوسری قومیں بڑھا رہی ہیں لیکن ہر چیز جس سے دولت بڑھے اور جس سے دوسری قومیں فائدہ اٹھائیں یہ ضروری نہیں کہ وہ جائز بھی ہو۔

کچھ عرصہ سے ہم مسلمانوں میں یہ میلان بڑھتا ہوا دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہر اُس چیز کو جو اُنکی مشکلات کو دور کرنے یا اُن کی روزافزوں ضرورتوں کو پورا کرنے میں مدد دے سکتی ہو جائز کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر شریعت اسکے جواز میں حائل ہو تو انہیں اسکے خلاف علانیہ بغاوت کرنے کی جرأت تو نہیں ہوتی (اتنا بھی غنیمت ہے) مگر وہ طرح طرح سے اسکی قیود کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُنکی ذہنیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرع کی ایسی پابندیوں سے بہت دل تنگ ہیں۔ لیکن ہم ایسے مسلمانوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ دنیا میں انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ ایک طریقہ حرام اور ناجائز ہوتا ہے اور وہ عموماً آسان ہوتا ہے۔ دوسرا طریقہ حلال اور جائز ہوتا ہے اور اس میں عموماً دقتیں ہوتی ہیں۔ مگر ایک سلیم الفطرت [?] انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کو خواہ وہ کتنی ہی شدید ہوں ہمیشہ جائز طریقوں سے پورا کرنے کی کوشش کرے اور ناجائز طریقوں سے بچتا رہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ مفلس ہوں، روٹی کپڑے تک کے لیے محتاج ہوں اور تنگدستی نے آپ کو عاجز کر دیا ہو تو آپ کے لیے اس مشکل کو دور کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جا کر کسی دولتمند کے گھر میں چوری کر کے ہزاروں روپیہ حاصل کر لیں، اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی جگہ مزدوری کر کے چار پیسے کمائیں۔ آپ کی ضرورت ان دونوں طریقوں سے پوری ہو سکتی ہے۔ مگر شریعت کا اخلاقی قانون چاہتا ہے کہ پہلا اپنی تمام منفعتوں کے باوجود ناجائز اور دوسرا اپنی تمام کلفتوں کے باوجود جائز ہے۔ اس لیے آپ کا فرض ۔۔۔۔ ہے کہ ناجائز طریقہ کو چھوڑ دیں اور اپنی ضرورت کو محنت مزدوری کے جائز طریقہ ہی سے پوری کریں۔ خواہ ٹوکری ڈھونے اور پسینہ بہانے میں آپ کو کتنی ہی تکلیف ہو۔ محض یہ دلیل کہ آپ ضرورتمند ہیں، آپ کے لیے اس طریقہ کو جائز نہیں کر دیتی جو رفع ضرورت کے لیے نہ ہو سکتا ہو۔

سودمند کانفرنس میں ہم نے ایک یہ بھی عجیب بات دیکھی کہ ہر شخص مفتی شرع بننے کی کوشش کرتا تھا۔ یہ لوگ دنیا کے تمام علوم و فنون کے متعلق اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو شخص جس فن کا ماہر ہو وہی اس فن میں گفتگو کرنے کا حق رکھتا ہے۔ قانون کے بارے میں ایک وکیل ہی کی رائے مانی جائیگی، طب کے معاملہ میں ایک طبیب ہی کے مشورہ پر عمل کیا جائیگا، ہندسہ کے مسائل میں ایک انجینیر ہی پر بھروسہ کیا جائیگا، مگر صرف ایک مسکین شریعت ہے جسکو اس حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ہر شخص جسنے چار کتابیں پڑھ لی ہیں اپنے آپ کو شریعت کے بارے میں گفتگو کرنے بلکہ بالفاظ صحیح شریعت کا آرڈیننس کرنے کا پورا حق رکھتا ہے۔ اور بےتکلف مفتی بنکر کہتا ہے کہ فلاں چیز شرع کے دائرہ میں آتی ہے اور فلاں چیز نہیں آتی، فلاں معاملات میں ہمیں شرع سے پوچھنے کی ضرورت ہے اور فلاں معاملات میں نہیں ہے، اور فلاں چیز جائز ہے اور فلاں ناجائز۔ اس آزادی میں کانفرنس کے صدر خان بہادر نظیر الدین صاحب نے تو بالکل فیصلہ ہی کر دیا۔ انہوں نے تجویز کے متعلق ریزولیوشن پر تقریر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ہمیں مولویوں سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، یہ لوگ شریعت کے صحیح احکام جاننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ اسلیے ہم خود جس چیز کو صحیح سمجھیں گے اُسے اختیار کریں گے۔

اس تقریر کے بعد کس مولوی کی شامت آئی ہے کہ خان بہادر صاحب کے سامنے حرفِ احکام شرع بیان کرنے کی جرأت کرے؟

(الجمعیۃ)

دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

(ہندوستان کے اندر)

دہلی - سوامی شردھانند کے قتل کا مقدمہ مجسٹریٹ کی عدالت میں ہوا۔ ملزم پر جرم لگا کر سشن سپرد کر دیا گیا۔ ملزم کے وکیل نے عدالت میں یہ درخواست پیش کی کہ ملزم کے فاترالعقل ہونے کی ڈاکٹری تحقیقات کرائی جائے مجسٹریٹ نے افسران پولیس کی گواہیاں لیکر یہ درخواست نامنظور کر دی۔ ملزم کے وکیل نے اخبار تیج دہلی کے خلاف ملزم کی طرف سے دعویٰ دائر کیا ہے کہ اخبار مذکور نے ملزم کو دوران مقدمہ میں قاتل لکھ کر تحقیر کی۔ ۲۴-۲۵-۲۶ جنوری کو عدالت سشن میں یہ مقدمہ پیش ہوگا۔

بمبئی - بمبئی میں ۱۴- جنوری کو مسٹر شاپور جی سکلتوالا برطانوی پارلیمنٹ کے واحد ہندوستانی ممبر پہنچے۔ آپ کا نہایت دھوم سے استقبال کیا گیا۔ استقبال میں مولانا شوکت علی، مسٹر ارتیمین وغیرہ لیڈران موجود تھے۔ آپ کے لیے جو پھولوں کے ہار اور گلدستے لوگ لائے تھے انہیں آپ نے تلک مہاراج کی چتا پر چڑھا دیا۔ ۱۵- جنوری کو بمبئی کے ایک جلسۂ عام میں جو زیر صدارت مسز نائیڈو منعقد ہوا آپ نے تقریر فرمائی۔ ۱۶ جنوری کو ایک جلسہ مسٹر سری نواس آئنگر صدر آل انڈیا کانگریس کے زیر صدارت ہوا اس میں بھی مسٹر سکلت والا نے تقریر کی۔

بنگال - علی پور سنٹرل جیل کے چھیاسی قیدیوں نے افسران جیل کی سختی کی وجہ سے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ مسٹر ستیندر ناتھ مترا منتخب شدہ ممبر اسمبلی کو (جو آجکل نظربند ہیں) اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اجازت نہیں ملی۔ مولوی جلال الدین ہاشمی رکن بنگال پراونشل کانگریس کو اشتعال انگیز تقاریر کی وجہ سے ۶ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔ بنگال کونسل کا جلسہ ۱۷ جنوری کو منعقد ہوا۔ وزراء کی تنخواہ کا مطالبہ مسٹر بہ رے نے پیش کیا۔ سوراجیوں کی مخالفت کے باوجود یہ مطالبہ منظور ہو گیا۔ خان بہادر امام الدین احمد کونسل صوبہ کے ڈپٹی پریسیڈنٹ منتخب ہوئے۔

بہار اڑیسہ - بہار اڑیسہ کونسل کے صدر خان بہادر خواجہ محمد نور منتخب ہوئے۔ مہاتما گاندھی بہار اڑیسہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ میونسپل کمیٹی دربھنگہ آپکو سپاسنامہ پیش کرنے والی ہے۔

یوپی - لکھنؤ کا انگریزی اخبار آئی ڈی ٹی ابتک سوراجیوں کی ملکیت میں تھا لیکن اب اسکو مہاراجہ نابھہ کے عزیز سردار جبیر سنگھ نے خرید لیا۔ مقدمہ مشہور کاکوری کے ایک ملزم سیٹھ دامودر سروپ کو بوجہ علالت و نقاہت ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ خلافت کانفرنس کا سالانہ اجلاس لکھنؤ میں ہونا طے پا گیا۔ مولانا شوکت علی اضلاع اودھ کا دورہ شروع کرنے والے ہیں۔

ممالک متوسط - ممالک متوسط کی کونسل کے وزراء مسٹر راگھوندراؤ اور مسٹر دیشمکھ مقرر کیے گئے۔ مسٹر بی جی کھاپرڈے کونسل صوبہ کے نائب صدر بنائے گئے۔

اعلیٰحضرت نظام دکن - حضور نظام دکن کی حمایت اور انگریزی کارروائیوں کے خلاف (جو حیدرآباد کے متعلق عمل میں لائی جا رہی ہیں) جگہ جگہ جلسے ہو رہے ہیں اور دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ مثلاً اجمیر، پیلی بھیت، سیتاپور، الموڑہ، علیگڑھ، بلرامپور، لکھنؤ شہر وغیرہ میں۔

(ہندوستان کے باہر)

مصر - مصری وزراء نے اپنی تنخواہوں میں تین سو پونڈ سالانہ کم کر دیئے ہیں ان لوگوں نے دیگر بڑی تنخواہ پانے والے عہدہ داروں سے ایسا کرنے کی اپیل کی ہے۔ سر جے ایل مافی سابق چیف کمشنر صوبہ سرحد سوڈان کے گورنر جنرل مقرر کیے گئے۔

چین - چین میں ہنگامے جاری ہیں۔ غیر ملکی کارخانوں میں ہڑتالیوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ جاپانی سفیر پر ہانکاؤ میں چینی عوام نے حملہ کیا اور گرفتار کر لیا اور پھر بڑی مشکل سے رہا کیا۔ ۲۰ انگریزی جہاز چینی سمندر میں موجود ہیں مزید آٹھ جہاز روانہ کیے جانے والے ہیں۔ اہل چین کی شورش کا اصلی رخ فی الحال انگریزوں ہی کی جانب ہے۔ پہلے صرف کنٹن کی جدید قوم پرور حکومت ہی برطانیہ کی مخالف تھی۔ اب پیکن کی قدیم و باضابطہ حکومت بھی مخالف ہو گئی ہے۔ انگریزوں کو ابتک بھروسہ تھا کہ جاپان چین کی اس شورش کے دبانے میں حصہ لیگا لیکن اب جاپانی حکومت نے بھی اپنی قطعی غیر جانبداری کا اعلان کر دیا۔

ایران - ایران میں سامان عیش پر ۱۰۰ فی صدی ٹیکس لگا دیا۔

ٹرکی - گذشتہ ۱۲ ماہ میں ٹرکی کی سفری عدالت استقلال نے ۲۰۴ آدمیوں کو سزائے موت اور ۳۶۵ آدمیوں کو سزائے قید مختلف جرائم (بغاوت، سازش وغیرہ) کی وجہ سے دی ہیں۔ ٹرکی میں برطانوی بحری بیڑہ کی سرمائی نقل و حرکت (جو بحیرہ ایجین میں ہوگی) سے سخت تشویش پھیلی ہے۔ عنقریب ملک میں ہوائی جہاز بنانے کا کارخانہ قائم کیا جائے گا۔

انگلستان - انگلستان کے کانکنوں کی امداد کیلئے روس کے مزدوروں کی انجمن نے ۱۰ ہزار پونڈ ارسال کیے ہیں۔

جنوبی افریقہ - جنوبی افریقہ میں گول میز کانفرنس ختم ہو گئی۔ نتائج ابھی نہیں معلوم ہوئے۔ ہندوستانی وفد جنوبی افریقہ سے جانب ہند روانہ ہو گیا۔

امیر عبدالکریم - امیر عبدالکریم (مجاہد ریف) جزیرہ ری یونین کے ایک عظیم الشان محل میں مقیم ہیں۔ آپ کے گھر میں لڑکا تولد ہوا۔ آپ کا شغل باغبانی اور سیر موٹر ہے۔

حجاز - اخبار الاہرام (مصر) کے نامہ نگار خصوصی مقیم لندن کا مراسلہ ابن سعود اور برطانیہ کے مجوزہ معاہدہ کے متعلق جسکا ترجمہ ہمدرد (دہلی) میں شائع ہوا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ برطانوی سفیر مقیم جدہ ابن سعود سے گفتگو کے لیے مدینہ منورہ کے کسی قریبی مقام پر گیا ہے تاکہ برطانوی نجدی سابق معاہدہ میں ترمیمات کے متعلق گفتگو کرے۔ اس گفتگو کا غالباً یہ منشا ہے کہ ۱۹۱۵ء والا معاہدہ حجاز پر بھی نافذ کر دیا جائے اس معاہدہ کا خلاصہ یہ تھا کہ ابن سعود اپنے مقبوضہ ممالک نجد، احساء، قطیف وغیرہ کا حاکم یا جانشین بغیر برطانوی رضامندی کے کسی کو نہیں بنا سکتے اور نہ ان ممالک میں کسی قسم کا تغیر و تبدل بغیر برطانوی اجازت کے کر سکتے ہیں۔ مقالہ کے آخر میں مقالہ نگار نے یہ ظاہر کیا ہے کہ سلطان ابن سعود اگرچہ معاملہ فہم شخص ہیں لیکن بہت ممکن ہے کہ انگریزوں کی دوستی کے لیے ان ترمیمات کے قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند کتابیں

الناظر

اودھ کا مشہور رسالہ ... اردو کی قابل قدر ... [illegible]

[illegible]

الناظر لکھنؤ

میلاد النبی صلعم

مشہور ... میلاد ... [illegible]

قیمت [illegible]

نغمۂ حرم

[illegible]

قیمت ۱۲ / ...

تاریخ عرب

[illegible]

قیمت [illegible]

تفسیر الفرقان فی معارف القرآن

[illegible]

بیان ۔ سورۂ آل عمران کی تفسیر [illegible]

کلید خزائن اردو

اگر قرآن شریف کی کوئی آیت تلاش کرنا ہو یا آپ ... [illegible]

کشاف الہدیٰ

[illegible]

ترجمہ ابن خلدون مع مقدمہ

[illegible]

سال شایع ہوئی قیمت جلد اول ۔ دوم ۔ سوم

چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم، نہم، دہم ۔ یازدہم [illegible]

مقدمہ ... [illegible]

... قیمت ... [illegible]

مصنفین اردو

اردو کے تین سو سے زائد مشہور و مقبول مصنفین کی ... مکمل تصانیف کی فہرست ... [illegible] ... سال بسال شایع ہوتی ہے ... [illegible]

قیمت ... [illegible]

الناظر بک ایجنسی

علوم القرآن

[illegible]

بصائر القرآن

[illegible]

... قیمت [illegible]

النصر لیا المستقیم

[illegible] ... سبیل الرشاد ... کی تفسیر [illegible]

تصوف اسلام

[illegible]

قیمت [illegible]

آئینہ حقیقت نما

[illegible]

قیمت [illegible]

پیام امن

[illegible]

قیمت [illegible]

حقایق اسلام

[illegible]

قیمت [illegible]

تاریخ الحرمین الشریفین

[illegible]

قیمت [illegible]

جدید دور اسلام

[illegible]

قیمت [illegible]

تجرید بخاری مع ترجمہ

[illegible]

قیمت [illegible]

انتخاب صحاح ستہ

[illegible]

مسلمانان اندلس

[illegible]

قیمت [illegible]

جزاء الاعمال

[illegible]

مستقبل اسلام

[illegible]

قیمت [illegible]

نادر تحفہ

[illegible]

ملنے کا پتہ ۔ الناظر بک ایجنسی لکھنؤ

باہتمام احقر الانام اسحاق علی علوی مالک و مہتمم الناظر پریس لکھنؤ میں طبع ہوا